نمبر ۷۷	مطابق ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۳۵ء	یوم شنبہ	۲۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۴ھ	جلد ۲۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۶ ستمبر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق توقع کی جاتی ہے۔ کہ حضور جمعہ کل دارالامان میں پڑھائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

یوم التبلیغ کے متعلق لوکل انجمن احمدیہ پوری سرگرمی کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ارد گرد کے دیہات کو تبلیغ کے لئے مختلف محلوں کے سپرد کیا گیا ہے جن میں صبح سے شام تک تبلیغ کی جائے گی۔

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مولوی غلام مصطفیٰ صاحب بدوملہی کو بھکو بھٹی بسلسلۂ تبلیغ بھیجا گیا ہے

افسوس۔ ماسٹر محمد حسن صاحب تاج کی چھوٹی لڑکی چند دن بیمار رہ کر فوت ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب دعائے نعم البدل کریں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

روحانی ترقی کیلئے پاکیزگی قلب کی ضرورت

فرمایا "وہ شخص بڑا ہی مبارک۔ اور خوش قسمت ہے۔ جس کا دل پاک ہو۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے اظہار کا خواہاں ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو دوسروں پر مقدم کر لیتا ہے جو لوگ میری مخالفت کرتے ہیں۔ ان کا اور ہمارا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے ہے وہ ہمارے اور ان کے دلوں کو خوب جانتا ہے۔ اور دیکھتا ہے کہ کس کا دل دنیا کے نمود اور نمائش کے لئے ہے۔ اور کون ہے جو خدا تعالیٰ ہی کے لئے اپنے دل میں سوز و گداز رکھتا ہے یہ خوب یاد رکھو۔ کہ کبھی روحانیت صعود نہیں کرتی جب تک دل پاک نہ ہو جب دل میں پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے۔ تو اس میں ترقی کے لئے ایک خاص طاقت اور قوت پیدا ہو جاتی ہے پھر اس کے لئے ہر قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ترقی کرتا جاتا ہے"۔ (الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۵ء)

سانگلہ ہل میں احراریوں کی درگت

۲۱ و ۲۲ ستمبر کو سانگلہ ہل میں احرار کانفرنس تھی۔ سانگلہ کے احراری چونکہ مسجد شہید گنج کے معاملہ میں علیحدہ رہے۔ اس لئے مسلمانوں میں ان کے خلاف سخت جوش تھا۔ چنانچہ جب عطاء اللہ بخاری کا جلوس نکالا گیا۔ تو مسلمانوں نے عطاء اللہ مردہ باد۔ مجلس احرار مردہ باد۔ عطاء اللہ کافر کے نعرے بلند کئے۔ ۲۱ ر کی رات کو عطاء اللہ کی تقریر تھی۔ جس میں اس نے کہا میں آج آپ لوگوں کے سامنے ملزم کی حیثیت میں پیش ہو رہا ہوں۔ مجھ پر سخت الزامات لگائے جا رہے ہیں سانگلہ ہل کی در و دیوار گواہ ہیں۔ کہ مجھے یہاں کافر قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ میں خادم قوم ہوں۔ پانچ دفعہ جیل میں جا چکا ہوں۔ تم لوگوں نے پیر جماعت علی کو امیر ملت بنایا ہے۔ وہ اسی سال کا بوڑھا کیا جانے سیاست کو۔ اسے دھوکہ سے پھنسا لیا گیا ہے۔ میرے مقابلہ میں اس نے کیا خدمت کی ہے۔ میں اور میرے ساتھی کئی دفعہ جیل میں جا چکے ہیں۔ جب عطاء اللہ صاحب نے یوں پیر جماعت علی شاہ صاحب کی تحقیر کی۔ تو مسلمانوں میں سخت جوش پھیل گیا۔ اور انہوں نے شور ڈال دیا۔ کہ ہم ایسی تقریر سننے کے لئے تیار نہیں۔ تمام مسلمان اٹھ کھڑے ہوئے جلسہ میں ہڑ بونگ مچ گیا۔ مجلس احرار مردہ باد عطاء اللہ مردہ باد کے نعرے بلند کئے گئے۔ شور و شر دیکھ کر اکثر لوگ جلسہ گاہ سے چلے گئے۔ اور صرف سو ڈیڑھ سو آدمی باقی رہے۔ اس کے بعد عطاء اللہ صاحب نے صرف پندرہ منٹ تقریر کی۔ اور کھسیانہ ہو کر بیٹھ گیا۔

دوسرے دن احراریوں نے اپنا رخ سخن احمدیوں کی طرف رکھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بکواس کرتے رہے۔ اس پر جماعت احمدیہ نے چٹھی کے ذریعہ وقت مانگا۔ جس کا احراریوں نے تحریری طور پر کوئی جواب نہ دیا۔ عطاء اللہ نے کہا کہ میں جلسہ میں جواب دوں گا۔ مگر جلسہ میں بھی چٹھی کا ذکر تک نہ کیا۔ اور یہ کہا کہ میں نے علماء کو احمدیوں سے مناظرہ کرنے سے منع کر دیا ہے۔ کیونکہ اس طرح عوام الناس پر اثر پڑتا ہے۔ ہمارا عالم ایک آیت پیش کرتا ہے۔ تو احمدی اس کے مقابلہ میں دس آیتیں اپنے مطلب کی پیش کر دیتے ہیں۔ مولوی لوگ میرے خلاف اسی لئے ہو گئے ہیں۔ کیونکہ اس طرح ان کی روٹیاں بند ہو گئی ہیں۔

فیض الحسن آلومہاری نے نہایت اشتعال انگیز تقریر کی۔ اور کہا کہ ایک ہفتہ تک میں ۵ ہزار آدمی مباہلہ کے لئے لے کر قادیان جانے کو تیار ہوں۔ جو مرزائی میرے مقابلہ میں مباہلہ کے لئے نکلے۔ وہ کوڑھے ہو کر مریں گے۔ غرضیکہ اس طرح وہ زبانی جمع خرچ کرتا رہا۔

ہر مقرر نے تقریر کے آخر میں کہا کہ احمدیوں کو ووٹ نہ دیئے جائیں۔ ان کا بائیکاٹ کیا جائے۔ حاضرین نے سمجھ لیا۔ کہ دراصل یہ سب کارروائی کونسلوں میں جانے کے لئے ہو رہی ہے۔ اور اسی لئے انہوں نے احمدیوں کو نشانہ بنا رکھا ہے۔ سنا گیا ہے احراریوں کی مخالف پارٹی بھی سانگلہ میں جلسہ کرنے والی ہے۔

نامہ نگار

بطور احتجاج دو دن اخبار "الفضل" بند رہیگا

مسلمان اخبارات لاہور کے ایڈیٹر و مالک صاحبان کی اس قرارداد کے مطابق جس میں حکومت پنجاب کے مسلمان اخبارات کے متعلق متشددانہ رویہ کے خلاف بطور احتجاج دو دن ۲۷ اور ۲۸ ستمبر (جمعہ اور ہفتہ) اخبار بند رکھنا قرار پا چکا ہے۔ "الفضل" کا دفتر ۲۷۔۲۸ ستمبر کو بند رہے گا۔ اس لئے ۲۹ اور ۳۰ کو الفضل شائع نہیں ہو گا۔ ناظرین کرام مطلع رہیں۔

تبلیغی ٹریکٹ

ابوالفضل محمود صاحب قادیان نے ایک ٹریکٹ آرٹ پیپر پر بلاک سے چھپوایا ہے۔ احباب ایک روپیہ سینکڑہ کے حساب سے جلد منگوا لیں۔ اسی طرح ایک کارڈ پر مسلمان کس طرح ترقی کر سکتے ہیں۔ اور دوسرے پر دس شرائط بیعت چھاپی ہیں۔ یہ بھی ایک روپیہ سینکڑہ کے حساب سے روانہ کیا جاتا ہے۔ تمام مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔

مجلس احرار کیلئے پیغامِ موت

(از خامہ شفیق سلطانپوری)

فرعونیت جو مجلسِ احرار کی بڑھی
بن کر کلیم "نیرِ اسلام" آگیا

مُردار کہہ رہے ہیں شہیدوں کو برملا
احراریوں کی موت کا پیغام آگیا

رو رو کے کہہ رہا ہے بخاری سے چوہدری
غداریوں کا لیجئے انعام آگیا

مسجد شہید گنج کی لے ڈوبی ہم کو ہائے
لوگوں کو جوشِ غیرتِ اسلام آگیا

لاحول کیوں پڑھوں نہ میں سو بار اے شفیق
احرار کا زباں پہ میرے نام آگیا

درخواست ہائے دُعا

(۱) میرا چھوٹا لڑکا احسان الحق ۲۳ ر ستمبر موٹر کے نیچے آگیا۔ سر کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ حالت تشویشناک ہے۔ تمام احباب درد دل سے اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار مستری محمد حسین لاہور (۲) میری ہمشیرہ بعارضہ درد گردہ و نفخ شکم ریاست بہاولپور میں سخت بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار عبد اللطیف قادیان

(۳) جملہ بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں۔ مولیٰ کریم مجھے اپنے ارادوں میں کامیاب کرے۔ خاکسار فضل حق جہلم (۴) میرے بھائی عزیز عبد الرحیم صاحب مالاباری بی۔ اے بی ایل کا امتحان دے رہے ہیں۔ اور آجکل مدراس میں مقیم ہیں۔ وہ بے روزگاری کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔ احباب ان کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ خاکسار عبد اللہ مالاباری کالی کٹ (۵) حکیم محمد یعقوب صاحب قیس نجیب آبادی کئی دنوں سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔ عبد الرحمٰن مولوی فاضل قادیان

بنگال پراونشل احمدیہ ایسوسی ایشن کی انیسویں سالانہ کانفرنس

ڈھاکہ ۱۴ ر ستمبر۔ عبد الرحمٰن خانصاحب جائنٹ سکرٹری بنگال پراونشل احمدیہ ایسوسی ایشن بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ بنگال پراونشل احمدیہ ایسوسی ایشن کی انیسویں سالانہ کانفرنس ۱۰۔۱۱۔۱۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء حسب معمول سابق برہمن بڑیہ میں منعقد ہو گی۔ جس میں صوبہ بنگال کے تمام حصوں سے احمدی جماعتوں کے نمائندے شامل ہوں گے۔ کانفرنس کے آخری روز احمدی خواتین کا اجلاس ہو گا۔ چونکہ مذہبی رواداری جماعت احمدیہ کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ اس لئے منتظمین کانفرنس تمام مسلم اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ

یوم التبلیغ اور جماعت احمدیہ کا فرض

۲۹ ستمبر کو ہر احمدی مرد و عورت پوری سرگرمی سے تبلیغ احمدیت کرے

متواتر اعلانات کے ذریعہ احباب کو مطلع کیا جا چکا ہے۔ کہ یوم التبلیغ جس کے لئے امسال ۲۹ ستمبر کی تاریخ مقرر کی گئی ہے ایسی سرگرمی اور مستعدی سے منایا جائے۔ کہ گزشتہ ایام التبلیغ کے خوشکن نتائج اور امید افزا اثرات سے اس کے نتائج بہت بڑھ جائیں۔ اس کے لئے احباب کو نہ صرف تقریری رنگ میں موجودہ زمانہ کے اس جہادِ کبیر میں حصہ لینا چاہیئے۔ بلکہ ٹریکٹوں، رسالوں۔ اور اشتہارات کے ذریعہ گم گشتگان راہ صواب کو جادۂ حق کی طرف لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

چونکہ مقررہ تاریخ بالکل سر پر آ گئی ہے۔ اس لئے ہم آخری مرتبہ جماعت کے مخلصین کو ان کے فرائض کی یاددہانی کا ثواب حاصل کرنے کی غرض سے توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ چستی اور ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے جس کی ہر مومن سے توقع کی جاتی ہے۔ یوم التبلیغ نہایت خوبی کے ساتھ منائیں۔

یہ امر احباب سے مخفی نہیں۔ کہ تبلیغ ایک ایسا اہم فریضہ ہے۔ کہ اسے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کا شعار قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے انہیں خیر الامم کا خطاب عطا ہوا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر میں اسی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے پھر بار بار رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بلغ ما انزل الیک من ربک کا حکم دے کر امت محمدیہ کو بتایا گیا ہے۔ کہ حبیب سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمارا تاکیدی حکم ہے۔ کہ پیغام حق لوگوں تک پہنچاؤ۔ تو آپ کی امت بدرجہ اولیٰ اس فرض کی ادائیگی کی ذمہ وار قرار پاتی ہے اور اگر وہ اس میں کسی قسم کی کوتاہی یا تساہل کا ثبوت دے۔ تو وہ اپنے مقتدا و پیشوا کی سچی متبع نہیں کہلا سکتی۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ کے حیرت انگیز تبلیغی کارناموں کی بیسیوں زندہ جاوید مثالیں پائی جاتی ہیں واقعہ طائف کو ہی لے لیجئے۔ آپ نہایت بے سروسامانی کی حالت میں مکہ معظمہ سے نکلتے ہیں۔ کوئی مددگار آپ کے ساتھ نہیں۔ دل میں یہ دُھن ہے۔ کہ مخلوقِ خدا کو آستانہ الوہیت کا پتہ بتائیں۔ آپ یہ تمنا لئے ہوئے مکہ سے نکل کر طائف کا رُخ کرتے ہیں لوگ ہنسی مذاق اڑاتے ہیں۔ مگر آپ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے کو خدا کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ لوگوں کے انکار سے مایوس نہیں ہوتے۔ بلکہ صبر و استقلال کا مجسمہ بنے مصروف رہتے ہیں۔ آخر آپ شہر کے رئیس عبدیالیل کے پاس تشریف لے جاتے ہیں اور اُسے خدا کا سرمدی پیغام دیتے ہیں مگر وہ کبر و غرور اور نخوت و خودسری کے جذبات سے اندھا ہو کر شہر کے آوارہ مزاج نوجوانوں اور لڑکوں کو اکٹھا کرتا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے دیکھنا۔ جانے نہ پائے۔ وہ آپ کے پیچھے ہو لیتے ہیں۔ اور پتھروں کی بوچھاڑ آپ کے مقدس مطہر وجود پر کرنی شروع کر دیتے ہیں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ویسی حالت میں واپس لوٹتے ہیں اور انسانیت و شرافت کے دشمن آپ کے پیچھے آواز کستے اور پتھر پھینکتے چلے آتے ہیں۔ یہاں تک کہ تین میل تک انہوں نے آپ کا تعاقب کیا۔ اور آپ کا جسم لہولہان ہو گیا۔

اس واقعہ پر صدیاں گزر گئیں۔ مگر آج بھی فرزندانِ اسلام کی مردہ رگوں میں اس سے زندگی کا خون حرکت کرنے لگ جاتا ہے۔ اور آج بھی کوئی باغیرت مومن یہ عہد کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ میں بھی اپنے آقا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تبلیغ میں ہر قسم کے شدائد کو خندہ پیشانی برداشت کرونگا۔

پھر اسلامی تاریخ میں یہ سنہری حروف سے لکھا ہوا واقعہ بھی نظروں سے کبھی اوجھل نہیں ہو سکتا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی مساعی کو خوف و ہراس کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کفار نے ایک وفد مرتب کیا جس نے آپ کے چچا ابو طالب سے ملاقات کی اور کہا۔ آپ اپنے بھتیجے کو سمجھائیں۔ جو ہمارے قابل تعظیم معبودوں کے مقابلہ میں ایک خدا کی پرستش کی تعلیم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا گناہ ہے ہم ان باتوں کی برداشت نہیں کر سکتے آپ سمجھا دیں۔ ورنہ ہم متفقہ طور پر اس کا مقابلہ کرینگے۔ ابو طالب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ اور قریش کے وفد کی تمام کیفیت بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ اپنی زبان کو تھام لو۔ اور بتوں کو برا بھلا نہ کہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا۔ چچا آپ کیا کہتے ہیں اگر آپکو اپنی کمزوری کا خیال ہے۔ تو مجھے اپنی حفاظت سے نکال دیجئے۔ میرا خدا نگہبان ہے۔ خدا کی قسم میں واحدانیت کی تبلیغ سے باز نہیں آؤنگا اور یہی تو وہ کام ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا۔ اگر اس راہ میں مجھے موت بھی آ جائے تو پرواہ نہیں۔ میرے ایک ہاتھ میں اگر یہ لوگ سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند رکھ دیں اور کہیں کہ میں حق کے بیان کرنے سے رک جاؤں۔ تو بھی یہ نہیں ہو سکتا۔

غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر ایک لمحہ اشاعت اسلام میں گزرا۔ پھر آپ کے غلاموں نے دُنیا کی انتہائی تکالیف برداشت کرتے ہوئے تبلیغ اسلام کی۔ اور کسی وقت اس سے منہ نہ موڑا۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ ہماری جماعت کے افراد میں تبلیغ اسلام کا خاص جوش ہے اور کوئی احمدی گوارا نہیں کرتا۔ کہ تبلیغ احمدیت کے فریضہ سے غافل رہے۔ بلکہ ہر امکانی کوشش اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کی جاتی ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ انفرادی کوششیں خواہ کس قدر مؤثر ہوں اجتماعی اور منظم مساعی کا مقابلہ نہیں کر سکتیں سال کے دوران میں جس قدر تبلیغی کوششیں جماعت کے افراد کی طرف سے ہوتی رہتی ہیں۔ وہ اپنے اندر منفردانہ رنگ رکھتی ہیں لیکن یوم التبلیغ پر جماعت کی مساعی چونکہ ایک تنظیم کے ماتحت اجتماعی رنگ میں ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ بہت زیادہ بابرکت اور مفید نتائج پیدا کر سکتی ہیں۔ پس یوم التبلیغ کے سلسلہ میں جس کی تاریخ ۲۹ ستمبر ہے۔ ہم جماعت کے احباب کو خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ سارا دن صبح سے شام تک تبلیغ احمدیت میں صرف کریں۔ اور چونکہ یہ اتوار کا دن ہوگا۔ اس لئے سرکاری ملازمین بھی اس دن تبلیغ احمدیت میں حصہ لے سکیں گے۔ اس کے متعلق چند ہدایات بھی مدنظر رکھی جائیں۔

اول یہ کہ یوم التبلیغ سے قبل مکمل پروگرام تجویز کر لیا جائے۔ اور وفود کی ترتیب کا کام بھی سرانجام دے لیا جائے۔ تا یوم التبلیغ انتظامی امور میں صرف ہو کر نہ رہ جائے۔

دوم۔ تبلیغ پر جانے سے پہلے ایک جگہ سب دوستوں کو اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنی چاہیئے۔ کہ وہ ان کی مساعی کو بابرکت کرے اور لوگوں کے سینوں کو کھول کر انہیں احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سوم۔ اشتہارات اور ٹریکٹ وغیرہ کافی تعداد میں اپنے پاس رکھے جائیں۔ جہاں زبانی تبلیغ کا موقعہ نہ ہو۔ وہاں ٹریکٹ تقسیم کر دیئے جائیں یا جو لوگ لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے قابل ہوں انہیں زبانی گفتگو کے بعد ٹریکٹ بھی دیدیئے جائیں۔

چہارم تبلیغ کے لئے نکلنے سے پہلے اختلافی مسائل پر کافی مواد جمع کر لینا چاہیئے۔ تا اگر کوئی اعتراض کرے۔ تو اسے مکمل جواب دیا جا سکے۔

پنجم۔ تبلیغ میں نرمی اور محبت سے کام لینا چاہیئے اور اگر کوئی سختی بھی کرے تو اس کا جواب سختی سے نہیں دینا چاہیئے۔

ششم۔ کوشش کی جائے۔ کہ تبلیغ ایسے حلقہ تک پہونچے۔ جہاں قبل ازیں تبلیغ نہ پہونچی ہو یا بہت کم پہونچی ہو۔ ہفتم۔ مختلف طبقات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی جماعت کے احباب کے مختلف گروپ

قصیدہ "شاہ نعمت اللہ ولی" کے متعلق

مدیر "احسان" کی غلط بیانیوں کا جواب

از مولانا جلال الدین صاحب شمس

(۵)

غم مخور زانکہ من دریں تشویش
خرمی وصل یار مے بینم

مدیر احسان نے "غلطیاں اور غلط فہمیاں" ایک عنوان دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ (اربعین والا) قصیدہ کتابت کی اغلاط سے پُر ہے۔ اس کے ثبوت میں اس نے پہلا شعر

"غین را سال چوں گذشت از سال"

پیش کیا تھا۔ جس کا جواب پہلے دیا جا چکا ہے

فکِ اضافت

اسی سلسلہ میں دوسرا شعر مندرجہ عنوان پیش کیا گیا ہے۔ لکھا ہے۔ "اس شعر میں خرمی کی بجائے خرمن ہونا چاہیئے۔ کیونکہ خرمی سے اضافت غائب ہو جاتی ہے۔ اور یہ عیوب سخن میں سے ہے۔ براؤن اور ہدایت نے خرمن ہی نقل کیا ہے۔" لیکن اگر کسی شخص نے صرف اس وجہ سے کہ "خرمی" سے اضافت غائب ہو جاتی ہے۔ اسے خرمن کر دیا۔ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہو جاتا۔ کہ جس نسخہ میں خرمی تھا وہ غلط ہو گیا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ صاحبِ قصیدہ نے فکِ اضافت کی ہے اور گو وہ عیوب سخن میں سے ہے۔ لیکن اس قسم کا عیب بعض ایسے شعراء کے کلام میں بھی پایا جاتا ہے۔ جو اپنی جلالتِ شان کی وجہ سے مقبولِ خلائق ہیں۔ مثلاً مولانا روم کی مثنوی جو اپنی حلاوت و شیرینی کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اس میں فکِ اضافت کو کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ مولانا شبلی نعمانی۔ سوانح مولانا روم میں لکھتے ہیں۔ "فکِ اضافت کو مولانا اس کثرت سے برتتے ہیں۔ کہ جی گھبراتا ہے۔"

پس کسی نسخہ کو صرف اس وجہ سے غلط قرار دینا۔ کہ اس کو صحیح ماننے سے کسی شعر میں سے اضافت غائب ہو جاتی ہے۔ درست نہیں۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ شعر شاعر ہی سے دو طریق پر مروی ہے۔ جیسا کہ بعض دفعہ شاعر ایک مصرعہ کو کئی صورتوں میں پڑھ لیا کرتا ہے۔

میرے نزدیک یہاں پر لفظ خرمی ہی زیادہ موزوں ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خرمن کا خرمی نہیں بنایا۔ بلکہ اربعین میں خرمی ہی لکھا ہوا ہے مولوی محمد جعفر تھانیسری نے بھی اپنے رسالہ "تائید آسمانی" کے صفحہ ۷ پر اس شعر کو اسی طرح لکھا ہے۔ اور وہ قدیم نسخہ جس کے متعلق حسرت صاحب نے بڑے فخر سے لکھا ہے۔

"ایک قدیم نسخہ خواجہ عبدالغنی کے پاس موجود ہے۔ جو شہر کے رئیس اور فارسی زبان کے فاضل ہیں"

اگر اخبار "احسان" والے اپنے فارسی زبان کے اس مسلمہ فاضل کا یہ "قدیم نسخہ" ملاحظہ فرمائیں گے۔ تو اس میں بھی تیسواں شعر اس طرح لکھا ہوا پائیں گے۔

غم مخور زانکہ من دریں تشویش
خرمی وصل یار مے بینم

اس کے بعد تو حسرت صاحب اور ان کے ہمنواؤں کو اربعین والے نسخہ کی صحت میں چون وچرا نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ان کے مسلمہ فاضل کے قدیم نسخہ میں بھی "خرمی" نکل آیا۔ مولوی فیروز الدین لاہوری نے بھی اپنے رسالہ میں اسی کو ترجیح دی ہے۔ لہٰذا انصاف کا تقاضا یہی ہے۔ کہ احسان والے خرمی کو چھوڑ کر "خرمن" کے پیچھے نہ پڑیں۔

موزونیتِ الفاظ

تیسری وجہ اس شعر میں لفظ خرمی کی موزونیت پر ذوقِ سلیم اور طبع مستقیم ہے "وصلِ یار" کے لئے خرمن کا استعمال طبیعت پر گراں گزرتا ہے۔ اور معنوی لطافت جو لفظ خرمی میں پائی جاتی ہے۔ لفظ خرمن میں نہیں۔ ایسی حالت میں تو حسرت صاحب کے نزدیک تمام مسلم الثبوت اساتذہ اور عام قواعد کی خلاف ورزی بھی کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ سر اقبال کے اس شعر پر

رو رہی ہے آج اک ٹوٹی ہوئی مینا اسے
کل تلک گردش میں جس ساقی کے پیمانے رہے

جب یہ اعتراض ہوا کہ مینا تو مذکر ہے۔ اقبال نے اسے مؤنث کیوں باندھا؟ تو حسرت صاحب نے اس کا یہ جواب دیا۔ کہ

"مینا کو تمام اساتذہ نے مذکر ہی باندھا ہے۔ اور علامہ اقبال کے اس شعر کے سوا اس کی تانیث کے جواز میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ لیکن یہ عجیب بات ہے۔ کہ اس شعر میں مینا بالتانیث ہی بھلا معلوم ہوتا ہے۔"

(احسان ۱۹ جنوری ۱۹۳۵ء)

اب کیا یہ حیرانی کی بات نہیں۔ کہ ایک شعر کو تو محض فکِ اضافت کی وجہ سے غلط قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ دوسرے شعرا کے کلام میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ لیکن ایک اور شعر میں تمام اساتذہ فن کے خلاف مذکر کو مؤنث بنا دینے سے بھی حسرت صاحب کے نزدیک کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔ اور اس کو صرف اس لئے صحیح کہا جاتا ہے۔ کہ "اس شعر میں مینا بالتانیث ہی بھلا معلوم ہوتا ہے۔" ایں چہ بوالعجبی است۔

پس جس طرح "احسان" والوں کو سر اقبال کے شعر میں مذکر کو مؤنث کر دینا موزوں معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح معنوی لطافت کے لحاظ سے نعمت اللہ ولی کے شعر میں خرمن کی بجائے خرمی ہی بھلا معلوم ہوتا ہے۔

تیسرا شعر

حسرت صاحب نے ایک شعر یہ پیش کیا ہے۔ کہ

چوں زمستان بے چمن بگذشت
شمسِ خوش بہار مے بینم

اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

"شمس بالتسکین ثانی مستعمل ہے۔ اور اس بحر میں کسی طرح نہیں آسکتا۔ باقی رہا زمستان بے چمن تو وہ بھی قطعاً بے معنی ترکیب ہے۔ .... نہ تو شمس خوش بہار کے کوئی معنی کئے جا سکتے ہیں۔ اور نہ زمستان بے چمن کی کوئی توجیہہ ممکن ہے۔ مرزا صاحب نے زمستان بے چمن کے معنی تیرھویں صدی کا موسم خزاں کئے ہیں۔ تیرھویں صدی کے معاملہ میں تو مرزا صاحب کو معذور سمجھنا چاہیئے۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ یہ موسم خزاں کہاں سے ٹپک پڑا۔ اور شمس خوش بہار سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا۔ کہ چودھویں صدی کے سر پر مجدد ظہور کرے گا۔"

اس طرح دادِ تحقیق دے چکنے کے بعد حسرت صاحب آگے یوں گلفشانی فرماتے ہیں۔

"اصل شعر میں لفظ پنجمیں بجائے بے چمن اور ششمش بجائے شمس ہے۔ اور معنے صرف اس قدر ہیں۔ کہ پانچ سال تک یہی کیفیت رہے گی۔ اور چھٹے سال حالات میں تغیر رونما ہو گا۔ ...... مجمع الفصحاء کے نسخہ "غین۔ را۔ دال" کے مطابق تو اس کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ ۱۲۰۴ھ میں ایک ہنگامہ رونما ہو گا۔ اور خراسان۔ مصر۔ شام۔ عراق میں جنگ و جدال کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ فتنے برپا ہوں گے دنیا پر ایک سخت تباہی آئے گی۔ پانچ سال یہی کیفیت رہے گی۔ اور چھٹے سال یعنی ۱۲۱۰ھ میں دنیا پلٹا کھائے گی۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اس واقعہ سے مرزا صاحب کا کوئی تعلق نہیں۔ اور اگر براؤن کے بیان کے مطابق یہ مان لیا جائے۔ کہ "عین۔ را۔ دال" جس کے اعداد بحساب جمل ۲۷۴ ہوتے ہیں۔ صحیح ہے ...... تو ان واقعات کو ۱۲۷۴ھ یا ۱۲۸۰ھ سے متعلق سمجھنا چاہیئے۔ اور اس صورت میں بھی اس قصیدہ کو مرزا صاحب پر منطبق نہیں کیا جا سکتا"

تاویلاتِ رکیکہ

حسرت صاحب کی ان تاویلاتِ رکیکہ کو اگر صحیح مان لیا جائے۔ تو بے شک مسیح موعود کے زمانہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔ لیکن پھر اس صورت میں حضرت نعمت اللہ ولی کے اس کشف کو بھی غلط اور خلاف واقعہ ماننا پڑتا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں تاریخیں گزر چکی ہیں۔ اور ان میں اس شعر کے مطابق کوئی واقعہ اور مذکورہ ہنگامہ رونما نہیں ہوا۔ اور نہ امام مہدی کا ظہور ہوا۔

اور نہ مطابق نسخہ براؤن نائب مہدی۔ اور اس کے جانشین پسر کا ظہور ہوا۔ کیونکہ براؤن کے نسخہ میں اس کے آگے "نائب مہدی آشکار شود" بھی ہے ؛

پس ایمانداری کا تقاضا یہی ہے۔ کہ حسرت صاحب کی تاویلات کو غلط مانا جائے جیسا کہ مولوی فیروز الدین صاحب لاہوری نے لکھا ہے۔ کہ

"حروف اول ص س ع - ف وغیرہ بھی کئی نسخوں میں آئے ہیں۔ جن کو اس واسطے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ کہ وہ عرصہ سے گزر چکے ہیں۔ اب ان سے کوئی نتیجہ نہیں" (رسالہ قصیدہ ظہور مہدی صفحہ ۲۸)

بعینہٖ اسی طرح یہاں بھی پنجیں اور ششمش والے نسخہ کو اس لئے غلط ماننا چاہیئے۔ کہ اس سے ایک ولی صاحب الہام کا کشف باطل ہوتا ہے۔ لہٰذا کشف کی صحت اور واقعات پر نظر کرتے ہوئے وہی نسخہ صحیح سمجھا جائیگا۔ جو صاحب اربعین نے نقل کیا ہے۔ کیونکہ واقعات اس کی تائید میں ہیں۔ اور اس کی تشریح بھی وہی درست ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی ہے۔ جیسا کہ آگے چل کر میں بیان کروں گا۔ اور یہ بحث بھی آگے آئے گی۔ کہ شمس کو ضرورت شعری کی وجہ سے متحرک الاوسط پڑھنا جائز ہے۔ یا نہیں۔ سردست اس اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے۔ کہ "زمستانِ بے چمن" اور "شمسِ خوش بہار" دونوں مہمل ترکیبیں ہیں ؛

مہمل ترکیبیں

میں حیران ہوں۔ کہ وہ شخص جو اپنی زباندانی اور علم کے گھمنڈ میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اور سعدی شیرازی۔ نظامی گنجوی فردوسی طوسی۔ اور حافظ شیرازی وغیرہ پر بھی طعنہ زنی سے باز نہیں آتا۔ وہ ان ترکیبوں کو مہمل قرار دیتا ہے۔ حالانکہ ایک مبتدی بھی جان سکتا ہے۔ کہ قواعد زبان فارسی میں ایک قاعدہ یہ بھی ہے۔ کہ جب فاعل یا مفعول یا صاحب حالت کو کسی صفت کی خصوصیت کے ساتھ بیان کرنا ہو۔ تو فاعل مفعول۔ یا صاحب حالت کو اسی صفت کی طرف اضافت کر دیتے ہیں۔ جیسے نوشیروانِ دادگر۔ دادگر ایک صفت ہے۔ جس کے معنی عادل کے ہیں۔ اور نوشیرواں کے ساتھ اس کو ایک تعلق ہے۔ اور وہ تعلق اضافت سے معلوم ہوتا ہے۔ ایسی اضافت میں مضاف موصوف ہوتا ہے۔ اور مضاف الیہ صفت ہوتی ہے۔ اور اس اضافت کے معنی اردو زبان میں کا۔ کے۔ کی۔ وغیرہ نہیں ہوتے۔ جیسے مادرِ مہربان۔ پدرِ بزرگوار استادِ شفیق وغیرہ روزمرہ گفتگو میں استعمال ہوتے ہیں۔ یا یوں کہو۔ کہ یہ مرکب توصیفی ہیں۔ جو صفت اور موصوف سے مل کر بنے ہیں۔ اور قاعدہ ہے۔ کہ جب موصوف صفت سے مقدم آئے۔ تو اس کے آخر کسرہ دیتے ہیں۔ اور وقت تقدیم صفت کسرہ نہیں دیتے جیسے مردِ نیک اور نیک مرد ؛

اس نحوی قاعدہ کے معلوم کر لینے کے بعد کوئی بالغ خرد انسان یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ "زمستانِ بے چمن" اور "شمس خوش بہار" مہمل ترکیبیں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ حسرت صاحب نے بغیر سوچے سمجھے چوہدری محمد حسین صاحب ایم۔ اے کی تقلید میں یہ مہمل اعتراض کر دیا۔ کہ

"زمستان بے چمن کس مرغ کا نام ہے اور شمس خوش بہار کس زبان کی ترکیب ہے مرزا صاحب کیا اس کو مہمل سمجھنے سے بھی قاصر تھے؟" (کاشف صفحہ ۲۶)

حالانکہ زمستانِ بے چمن کے معنی بالکل واضح ہیں۔ زمستان کے معنی موسمِ سرما۔ سردی اور جاڑے کے ہیں (فرہنگِ آصفیہ) اور غیاث اللغات میں زمستان کو فصولِ اربعہ میں سے قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ جس وقت سردی شروع ہوتی ہے۔ فصلوں کے اعتبار سے وہی موسم خزاں ہوتا ہے۔ اس لئے زمستان کو بے چمن کی صفت سے موصوف کیا گیا۔ یعنی وہ موسم جس میں باغات اور گلزار خشک ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ مولانا آزاد نے "سخندانِ فارس" میں زمستان کی کیفیت ان الفاظ میں بیان کی ہے :-

"جو درخت پتوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اب خالی جھاڑیاں کھڑے ہیں۔ جیسے کسی نے کپڑے اتار لئے" (صفحہ ۱۸۸)

"تمام عالم ویرانہ ہے۔ کھیت اور باغ سب سنسان ہیں۔ ...... اس وقت نظامی کا دیباچہ اور اس کے خزاں کا مضمون مزا دیتے ہیں" (صفحہ ۱۸۹)

زمستان کی اس تشریح سے "احسان" کا عملۂ ادارت معلوم کر سکتا ہے کہ "موسمِ خزاں کہاں سے ٹپک پڑا" اب واضح ہو گیا۔ کہ زمستان میں موسم خزاں ہوتا ہے اس لئے زمستان کی صفت بے چمن بیان کی گئی۔ اور چونکہ اس بے چمن زمستان کے بعد صدی کا موسمِ بہار آنے والا تھا اس واسطے اس کو "خوش" کے ساتھ موصوف کر کے طلوع آفتاب کی خبر دی گئی۔ پس اس شعر کی جو تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی ہے۔ وہی درست ہے کہ

"جب تیرھویں صدی کا موسم خزاں گزر جائے گا۔ تو چودھویں صدی کے سر پر آفتاب بہار نکلے گا۔ یعنی مجدد وقت ظہور کرے گا"

تیرھویں اور چودھویں صدی

شعر کی مندرجہ بالا تشریح کے متعلق حسرت صاحب نے اپنی فرومائگی کا ثبوت دیتے ہوئے لکھا ہے :-

"شرح میں جہالت کا ثبوت دیا ہے کیونکہ تیرھویں صدی۔ اور اس کا آخر خواہ مخواہ مراد لیا ہے .... اور شمس خوش بہار سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا۔ کہ چودھویں صدی کے سر پر مجدد ظہور کرے گا"

ہم لکھ چکے ہیں۔ کہ شعر "غین ورا سال چو گزشت از سال" میں بتایا گیا ہے۔ کہ ۱۲۰۰ھ کے بعد یعنی تیرھویں صدی میں عجیب و غریب امور کا ظہور ہوگا۔ اور انواع و اقسام کے فتنے برپا ہونگے۔ جو صدی کے آخر تک کمال کو پہونچ جائینگے پس اس زہر کے تریاق کے لئے چودھویں صدی کے شروع میں امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ چنانچہ جس طرح موسم خزاں سال کا آخر ہوتا ہے۔ اسی طرح تیرھویں صدی کا آخری حصہ زمستان بے چمن کے مشابہ ہوگا۔ جس میں اسلام کا وہ شگفتہ باغ جس کی شادابی و لطافت میں قیامت کی دلفریبی تھی۔ ویران اور اجاڑ ہو جائیگا۔ چاروں طرف سے اس پر حملے ہونگے۔ اور ریاض دین بے مالی کے رہ جائے گا۔ تب اس کی آبپاشی کے لئے امام مہدی مبعوث ہوگا۔ جو باغ اسلام کو از سر نو تر و تازہ کریگا اور اپنے دلائل و براہین کی تلوار سے مخالفوں کا قلع قمع کر دے گا۔ اس مذکورہ بیان کی تائید اور شاہ نعمت اللہ ولی کے کشف کی تصدیق بعض احادیث اور سلف صالحین کے کشوف سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں :-

"وبعض از مشائخ و اہلِ علم گفتہ اند کہ خروج او بعد از دوازدہ صد سال از ہجرت شود۔ وہرگز از سیزدہ صد سال تجاوز نکند" (حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴)

"پس تواں گفت کہ دریں دہ سال کہ از زمانہ ثالث عشر باقی است ظہور کند۔ یا بر سرِ صدۂ چہاردہم" (صفحہ ۳۹۵)

"بر ہر تقدیر ظہور مہدی بر سرِ صد آئندہ احتمال قوی دارد" (حجج الکرامہ صفحہ ۵۲)

پس آثار کے مطابق مہدی کے ظہور کا وقت چودھویں صدی کا سر قرار دیا گیا ہے۔ اور اسی کے مطابق حضرت نعمت اللہ ولی کا کشف ہے اسی طرح حافظ برخوردار صاحب نے اپنی کتاب انواع میں جو پنجابی زبان میں ہے لکھا ہے :-

پچھے اک ہزار دے گزرے ترے سو سال
عیسٰے ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

یعنی تیرہ سو سال گزرنے کے بعد مسیح موعود علیہ السلام ظاہر ہونگے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے کہ "پہلے علماء نے بھی چودھویں صدی ظہور عیسٰی و مہدی کی ٹھہرائی ہے۔ اور مؤلف "حدیث الغاشیہ" نے تو چودھویں صدی کا سال ہشتم ظہور مہدی کے لئے بعض اہل بیعہ کے اقوال کے رو سے بتایا ہے" چنانچہ اسی کے مطابق حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ نے عین ۱۳۰۸ھ میں باعلام الٰہی بیعت کا اعلان شائع فرمایا۔ فالحمد للہ ؛

عیسائیت کی سیاسی، اخلاقی اور معاشرتی الجھنوں کے حل میں ناکامی

ایک انگریز نومسلم کے قابلِ قدر خیالات

معزز نومسلم مسٹر مبارک احمد صاحب فیولنگ لنڈن کا ایک قابلِ قدر مضمون معاصر سن رائز لاہور ۲۱ ستمبر میں شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے مجمل طور پر مگر نہایت اعلےٰ پیرائے میں بیان کیا ہے۔ کہ جہاں عیسائیت دنیا کی تمام سیاسی، اقتصادی، اخلاقی یا معاشرتی الجھنوں کے حل سے قاصر ہے۔ مذہبِ اسلام میں ہر زمانہ اور ہر ملک کی پیچیدگیوں کا خواہ وہ کسی رنگ کی ہوں کامل، اعلےٰ اور ارفع حل موجود ہے۔ ناظرین کی دلچسپی کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ یورپ میں جو لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ان کے قلب پر اسلام کی صداقت اور فضیلت کس طرح نقش ہو چکی ہے۔ اس مضمون کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

چونکہ اس وقت از سرِ نو انگلستان اور دیگر یورپی طاقتوں کے سیاسی حلقوں کی تمام تر توجہات مغرب اور مشرق کے اہم موجودہ مسائل پر مرکوز ہو رہی ہیں۔ اس لئے کچھ عرصہ سے عیسائی اہلِ قلم اور اہلِ فکر بھی خالص سیاسی میدان میں اتر کر اقتصادیات اور سیاسیاتِ بین الاقوامی کی مشکلات کا مؤثر حل تلاش کرنے کے مسئلہ کے متعلق متواتر اعلان کر رہے ہیں۔ آج تک تو مذہب عیسائیت نے سیاسی معاملات میں قطعاً کوئی حصہ نہیں لیا۔ اور اس کی یہ روش کم از کم اس رنگ میں مفید رہی ہے۔ کہ کبھی چرچ کا وقار جو سیاسی معاملات میں ناکام اور غیر مؤثر مداخلت کی وجہ سے کالعدم ہو گیا ہوتا برقرار رہا ہے۔ لیکن دوسری طرف چرچ کا ملکی نظم و نسق میں صرف مشاورتی راہ اختیار کرنا اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ عیسائیت صرف چند ایک لفظی اصول تک محدود ہے ورنہ اس میں کسی قسم کی عملی صلاحیت ہرگز نہیں پائی جاتی۔ اسی امر کے متعلق اخبار "چرچ ٹائمز" چرچ کے عرصہ سیاسیات میں مداخلت کے مسئلہ کا ذکر کرتا ہوا اپنے ایک مقالہ افتتاحیہ میں لکھتا ہے۔ "چند اخلاقی اصول کا بیان کر دینا کسی صورت میں بھی نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔ جب کہ ان کا عملی طور پر اطلاق ناممکن ہو۔" ہر شخص جانتا ہے۔ کہ مذہب عقیدہ، رسم اور عبادت میں انسان اپنے منشاء کے مطابق عمل کر سکتا ہے۔ لیکن معاملات پالسی اور عمل میں انفرادی آزادی بالکل محدود ہے۔ چنانچہ "چرچ ٹائمز" آگے چل کر لکھتا ہے۔ "اگر مذہب عیسائیت صلح کے قیام کے لئے ایک مؤثر ذریعہ بننے کا خواہشمند ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ مخصوص بین الاقوامی مسائل کے متعلق اپنے طرزِ عمل کا قطعی فیصلہ کرے اور اپنی تمام تر مساعی صلح و آشتی کی رو پیدا کرنے والی سرگرمیوں کی حمایت میں صرف کرے۔" بلاشبہ کسی شخص کو اس قسم کا مذہبی فیصلہ صادر کرنے پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ یہ اور بات ہے۔ کہ اس سے سیاسی یا معاشرتی مشکلات کا ازالہ ہو۔ یا نہ ہو۔ لیکن یہ ضروری ہے۔ کہ اس قسم کا مشورہ دینے والے ایسے ذرائع تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ جن سے ان کے قول کو فعل میں تبدیل کیا جا سکے۔ اور ان کا زبانی مشورہ کوئی عملی نتیجہ پیدا کرنے کے قابل ہو سکے۔ مگر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ جب ہم "چرچ ٹائمز" کو اس تلخ نتیجہ پر پہونچتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ کہ "عیسائی شہری دنیا کی ملکی یا بین الاقوامی مشکلات کا کوئی خاص حل تلاش کرنے سے قطعاً قاصر ہے۔ اس میں اس امر کی صلاحیت ہی موجود نہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔ کہ وہ صرف اپنے نفس کا ذمہ وار ہے۔ اور وہ اس وجہ سے بھی ایسا کرنے کے ناقابل ہے۔ کہ مسیحی چرچ کا سیاست کی مشینری سے دور کا بھی تعلق نہیں"۔

محولہ بالا سطور میں نہایت اجمال سے چرچ کی اصلی کیفیت کا نقشہ کھینچا گیا۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائیت عملی لحاظ سے مایوسی اور ناکامی کا مجموعہ ہے۔ اس سے نہ کچھ کم نہ زیادہ سب سے زیادہ حیران کن حقیقت کا اظہار "چرچ ٹائمز" نے اپنے مقالہ کے اختتام پر بدیں الفاظ کیا ہے۔ کہ "معاشرتی اصلاح کے کسی جامع لائحہ عمل کو کامیاب بنانا ہمارا یا کسی اور عیسائی تنظیم کا کام نہیں۔" اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مذہب عیسائیت کسی قسم کا عملی اقدام کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور "چرچ ٹائمز" جو عیسائی دنیا کی ایک طاقتور پارٹی کی ترجمانی کرتا ہے۔ نہایت عاجزی سے اس بات کا اقرار کرتا ہے۔ کہ چرچ زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتا ہے۔ کہ وہ کسی تجویز کی وکالت یا حمایت کر دے:۔

اخبار "سپکٹیٹر" (Spectator) بھی Peace And Reconstruction Convention. کے متعلق ایک آرٹیکل سپردِ قلم کرتے ہوئے اسی سوال کو زیرِ بحث لاتا ہے۔ چنانچہ اس نے لکھا ہے۔

"کیا مذہب سیاست سے الگ کیا جا سکتا ہے اور کیا مذہب صرف ایک ذاتی معاملہ ہے۔ جو سوسائٹی کی تنظیم میں بے تعلق اور بے جوڑ سمجھ کر نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کا نتیجہ قطعاً ناقابلِ برداشت ہے۔ خواہ قومی یا بین الاقوامی معاملات کی گتھی اس سے نہ سلجھتی ہو۔ چرچ نے اسے کبھی صحیح تسلیم نہیں کیا۔ اور نہ اسے قبول کیا جا سکتا ہے"۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ قومی اور بین الاقوامی معاملات میں چرچ کو بالکل بیکار قرار دیا گیا ہے۔ یہاں یہ سوال نہیں۔ کہ آیا عیسائیت سیاسی اور بین الاقوامی معاملات میں حصہ لے یا نہ لے۔ سوال صرف یہ ہے کہ آیا عیسائیت کو کوئی استحقاق یا دعوےٰ ہے۔ جس پر وہ اس قسم کے اقدام کی طرح ڈال سکے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے۔ کہ عیسائیت کے اخلاقی اصول نہ صرف ناکافی ہیں۔ بلکہ بعض حالات میں صریح طور پر نقصان رساں بھی ہیں۔ مزید برآں اشتراکیت کے بنیادی اصول کی پیدائش اسی مذہب سے نفرت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ جس نے امتیاز قومیت جماعتی جنگ، منعلی مادہ پرستی اور قومی مناقشات کی سب سے زیادہ آبیاری کی ہے روس کی لامذہبیت صرف اسی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ وہ مذہب جس نے آج تک نہایت الم افزا نتائج پیدا کئے۔ اپنے عمل سے ثابت کر چکا ہے۔ کہ اپنے دل میں خدا کا خوف رکھنے والی اقوام پیدا کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ معمولی سمجھ رکھنے والا انسان بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ یورپین تاریخ میں سب سے بڑے سرمایہ دار ظاہر پرستی اور جماعتی جنگ کی حوصلہ افزائی کرنے والے یہی چرچ تھے۔ کارل مارکس ربانیٔ سوشلزم نے کہا ہے۔ کہ کسی مستحکم اور مضبوط حکومت کا سب سے بڑا دشمن مذہب ہے۔ دنیا اور غالباً روس اس کے اس قول کو قابلِ عفو قرار دینے کے لئے تیار ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ مذہب جس کا اس نے تجربہ کیا۔ مذہب عیسائیت تھا اس وقت دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسی تنظیم ہے۔ جو اس قسم کے خیالات کا شروع سے ہی قلع قمع کرتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ تمام قدرتوں کا مالک ہے۔ اور اس کے احکام کے خلاف یا سنت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا خدا تعالےٰ کے قائم کردہ مامور کے منشاء کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا جا سکتا۔ سرمایہ داری۔ جماعتی جنگیں چرچ اور سٹیٹ کا باہمی جھگڑا۔ بین الاقوامی عدم تعاون اور ریاکاری اسلامی اصول کے سامنے ہیچ ہو جاتے ہیں:۔

تاریخ عالم نے کم از کم ایک بات ثابت کر دی ہے۔ کہ اسلام ہی ایک ایسی تنظیم ہے۔ جو مؤثر اور فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہے۔ اور تمام سیاسی اور اقتصادی مسائل کا عملی حل پیش کرنے کی وجہ سے تمام دنیا کے لئے ایک قابلِ قبول اور قابلِ عمل نمونہ ہے۔ اور وہ وقت دور نہیں۔ جب تمام عالم اس کی پیروی

احرار کی ”سیاسی بدعقلی اور حماقت کی انتہا“

”احمدیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دیا جائے“ کا مطالبہ

احرار نے جماعت احمدیہ کے خلاف جن اغراض و مقاصد کے ماتحت فتنہ انگیزی شروع کر رکھی ہے۔ اور وہ مسلمانوں کے قومی و ملکی مفاد کے لئے جس قدر نقصان رساں اور تباہ کن ہے۔ اس کے متعلق معزز معاصر ”انقلاب“ نے نہایت پر زور تبصرہ کیا ہے۔ ہر دردمند مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اسے بنظر غور و تعمق ملاحظہ کرے۔ اور اسلامی مفاد کی خاطر احرار کے فتنہ و شرارت کا قلع قمع کرنے میں پورا پورا حصہ لے۔

مجلس احرار اسلام نے کچھ مدت سے احمدیوں کے خلاف جو طوفان برپا کر رکھا ہے۔ اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں۔ کہ مجلس احرار آئندہ انتخابات کے لئے اپنی تنظیم کرنا چاہتی تھی۔ اور اس تنظیم کے لئے کوئی نہ کوئی ہنگامہ مطلوب تھا۔ حکومت کے خلاف ہنگامہ پیدا کرنے کا کوئی موقع نہ تھا۔ کیونکہ کانگرس تک حکومت سے مغلوب ہو چکی تھی۔ اور گول میز کانفرنسوں میں مسلمانوں کے حقوق کا مسئلہ زیر بحث تھا۔ ہندوؤں کے خلاف ہنگامہ برپا کرتے۔ تو دارو گیر اور مقدمات شروع ہو جاتے۔ اور اصل مقصد ”تنظیم برائے انتخابات“ فوت ہو جاتا۔ اس لئے انہوں نے قادیان کے خلاف صف آرائی شروع کر دی۔ جس میں مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ توجہ ان کی طرف مبذول ہو سکتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ روپیہ وصول ہونے کی توقع تھی۔ اور خطرہ کم سے کم تھا اس جنگ میں عامۃ المسلمین کی تائید احرار کے شامل حال تھی۔ سکھ اور ہندو اور عیسائی بھی احرار کی پیٹھ ٹھونک رہے تھے اور حکومت بھی بعض وجوہ سے احمدیوں کے خلاف ہو رہی تھی۔ اس لئے اس طرف سے بھی احرار کو کوئی خاص خطرہ نہ تھا۔ چنانچہ رہنمایان احرار کا اندازہ صحیح نکلا۔ بڑے بڑے عظیم الشان جلسے ہوئے بہت بڑے جلوس نکلے۔ کانفرنسیں ہوئیں چندہ جمع ہوا۔ ہر طرف احرار ہی احرار کا نام گونجنے لگا۔ اور لطف یہ ہے کہ نقصان ذرہ برابر بھی نہ ہوا۔ ایک صاحب کسی تقریر کی بنا پر ماخوذ ہوئے۔ تو ان کو پندرہ منٹ قید کی مضحکہ خیز سزا دی گئی۔ جس سے ایسی تقریروں کا سدباب ہونے کے بجائے ان کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ حکومت نے احرار کو قادیان کے گرد آٹھ آٹھ میل کے اندر جلسہ کرنے سے منع کر دیا۔ احرار نے سر تسلیم خم کر دیا۔ اس لئے کہ خلاف ورزی احکام کا نتیجہ قید و بند ہوتا۔ اور انتخابات کا خواب پریشان ہو جاتا۔ غرض احرار اسلام اپنی احتیاط، حکومت کے اغماض اور مسلمانوں۔ ہندوؤں۔ سکھوں اور عیسائیوں کی حمایت سے سارے صوبے میں اپنا کوس لمن الملک بجانے لگے۔ اور کسی کو اس امر میں شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ کہ آئندہ انتخابات میں احرار اسلام کو خوب ووٹ ملیں گے۔ یہاں تک کہ مسجد شہید گنج کا قضیہ شروع ہو گیا۔ احرار نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی۔ کیونکہ اس میں خطرات تھے اور آگے انتخابات آ رہے تھے۔ اس ذرا سی لغزش نے احرار کے اقتدار کا تختہ الٹ دیا۔ اور آج خال خال احراریوں کے سوا باقی تمام مسلمان مجلس احرار کے مخالف ہو رہے ہیں۔ سہ

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد

یہ تو جو کچھ ہوا۔ خود مجلس احرار کے لئے اچھا یا برا ہوا۔ لیکن جن مسلمانوں کو اسلامی سیاسیات سے کما حقہ آگاہی ہے۔ اور جو کسی پارٹی کی بزرگداشت نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی سیاسی مصلحتوں کی حفاظت چاہتے ہیں وہ احرار اسلام کی اس خلاف قادیان تحریک پر بے حد مضطرب ہو رہے تھے۔ وہ جانتے تھے۔ کہ احرار نے اپنے قدیم مسلک کے خلاف یہ جو فرقہ بندی کی جنگ چھیڑی ہے اس کا نتیجہ اتحاد بین المسلمین کے حق میں نہایت مضر ہوگا۔ وہ احرار کو سمجھاتے بھی تھے۔ کہ تم اپنے پرانے طریق پر سیاسی خدمت میں مصروف رہو۔ اور ان فرقہ پرستانہ جھگڑوں میں نہ پڑو۔ لیکن احراری نقار خانے میں طوطی کی کون سنتا تھا۔ اس لغویت کو یہاں تک ترقی دی گئی کہ جا بجا احمدیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ قراردادوں کی صورت میں ہونے لگا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عامۃ المسلمین بے چارے کیا جانیں۔ کہ وہ اپنے پاؤں پر اپنے ہاتھوں کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ ان کو تو جو کچھ لیڈروں نے کہہ دیا۔ وہی کرنے لگے۔ لیکن ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ گزشتہ سالہا سال کے دوران میں سیاسی حیثیت سے مسلمانوں نے جو سب سے بڑی حماقت کی ہے۔ وہ صرف یہی ہے کہ انہوں نے ایک ایسے فرقہ کو جوان کے ووٹنگ رجسٹر میں شامل ہے اپنے ہاتھوں اس رجسٹر سے خارج کرنے کی کوشش کی۔ کیا دنیا کی آئینی تاریخ میں اس حماقت کی کوئی مثال مل سکتی ہے۔ کہ ایک قوم جس کی اکثریت محض ایک یا دو فی صدی تسلیم کی گئی ہو۔ وہ دوسری قوموں اور جماعتوں کو اپنے میں ملانے کے بجائے اپنے ہی سیاسی جسم کے بعض اعضا کو کاٹ کر پھینک دینے پر تل گئی ہو۔ اگر یہ مطالبہ اقلیت کی طرف سے پیش ہوتا۔ کہ ہم اکثریت کے ہاتھوں بے حد تنگ ہیں۔ ہمیں علیحدہ اقلیت قرار دیا جائے۔ تو ایک بات بھی تھی۔ کیونکہ دنیا بھر میں اقلیتیں علیحدہ حقوق مانگتی ہی چلی آئی ہیں۔ لیکن یہاں اکثریت کی طرف سے یہ تجویز پیش ہو رہی تھی۔ کہ فلاں جماعت کو ہم میں سے خارج کر دیا جائے احمدیوں کی سیاسی دانشمندی کی داد دینی چاہیئے۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کی طرف سے احمدیوں کو الگ کر دینے کا شور و غوغا ایک کان سنا۔ اور دوسرے کان سے اڑا دیا۔ ورنہ وہ بھی اگر علیحدگی کا مطالبہ شروع کر دیتے۔ تو حکومت بہت جلد اسے منظور کرنے پر مجبور ہو جاتی۔

آج ملت کے سامنے مسجد شہید گنج کا مسئلہ سبقت و اولیت رکھتا ہے اور مسلمانان ہند باقی تمام مسائل کو پس پشت ڈال کر اسی پر اپنی توجہات مرتکز کر رہے ہیں احرار اسلام کا یہ طریقہ بہت ہی عجیب و غریب ہے کہ وہ شہید گنج کے مسئلہ میں بھی قادیانیت کی بے وقت شہنائی بجانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ مسلمان اس قسم کی فرقہ بندانہ آواز پر پھر اکٹھے ہو جائیں گے۔ اور ہم انہیں پھر بے وقوف بنا کر کچھ مدت تک اپنے جلسوں اور جلوسوں کو پُر رونق بنا سکیں گے۔ تا آنکہ انتخابات کا وقت آ جائے۔ ہم نے احمدیوں کے بڑے بڑے دشمنوں کو ۲۰ ستمبر کے جلوس میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ احراری جھنڈوں پر یہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ کہ ”مرزا غلام احمد کافر ہے۔“ مسجد شہید گنج کو مرزا غلام احمد کے کفر و اسلام سے کیا تعلق ہے“ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہی تو ایک سہارا ہے جس پر مجلس احرار اسلام زندگی بسر کر رہی ہے اگر مخالف قادیان تحریک کے احیا کی امید احرار کا ساتھ چھوڑ دے۔ تو آج فضا ان کے لئے جس قدر ناسازگار ہے اس میں اس مجلس کا زندہ رہنا محال ہو جائے۔

اب بعض حلقوں سے پھر یہی آواز بلند ہو رہی ہے کہ احمدیوں کو ”علیحدہ غیر مسلم اقلیت“ قرار دیا جائے۔ ہم پھر یہی عرض کریں گے کہ اس قسم کا مطالبہ مسلمانوں کی سیاسی خودکشی کا مترادف ہوگا۔ جو لوگ (خواہ وہ کتنے ہی عظیم المرتبت ہوں) اب مطالبہ کر رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کی سیاسی زندگی۔ ان کی مذہبی فرقہ بندی اور ان فرقوں کے باہم تعلقات کی پیچیدگی کو بالکل نہیں سمجھتے۔ اور محض عوام کو خوش کرنے کے لئے اس قسم کی لغویات کہہ رہے ہیں جس کو سن کر انگریز اور ہندو قہقہے لگاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہ قوم اسی طرح اپنے جسم کا ایک ایک عضو کاٹ کر پھینکتی چلی جائیگی اور ختم ہو جائے گی۔ کانگرسی اور مالوی اپنی قوم کی عظیم الشان اکثریت کے باوجود چوہڑوں اور چماروں تک کو گلے لگا رہے ہیں محض اس لئے کہ ہندوؤں کے ووٹ زیادہ ہو جائیں۔ اور پنجاب کے مسلمان اپنی بے حقیقت سی اکثریت کے

اخبار "احسان" اور عملہ "احسان" کے رازہائے سربستہ کا انکشاف

(ایک راز دان کے قلم سے)

(۲)

"احسان" کی زر طلبی

حال میں اخبار "احسان" کی ضمانت کیا ہوئی وابستگان دامن "احسان" کو طلب زر کا ایک بہانہ ہاتھ آگیا۔ چنانچہ ماسوا ان خطوط کے جو مختلف مقامات کو فراہمی زر کے لئے روانہ کئے گئے۔ دو جاذب نظر پوسٹر بعنوان روزنامہ "احسان" پر ابتلائے عظیم اور قانون مطابع کی "احسان" پر ضرب کاری نہ صرف لاہور کے در و دیوار پر چسپاں کر دیئے۔ بلکہ پنجاب کے دیگر شہروں میں بھی اپنے ایجنٹوں کی معرفت چسپاں کرانے کے لئے روانہ کئے۔ جن میں تحریر ہے۔ کہ روزنامہ "احسان" لاہور نے ایک سال کی قلیل مدت میں اسلام اور ملت اسلامیہ کی جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اس لئے معاونین "احسان" کا فرض ہے۔ کہ وہ اس قومی جریدہ کی امداد و اعانت میں حصہ لیں۔ اور پانچ پانچ روپے کی کتابیں ہر فرد خریدے یا مبلغ پانچ روپیہ روانہ کر دے۔ اس کی بجائے خریداری میں اضافہ کر دیا جائے گا۔ گو بظاہر یہ امر معیوب نہیں۔ مگر ان لوگوں کے لئے ضرور معیوب ہے۔ جو دیگر اخبارات کی ہجو قسم اپیلوں کو معیوب سمجھ کر ان کے خلاف حقارت اور نفرت کے جذبات پیدا کرتے رہے ہوں۔ "احسان" اپنے اجراء کے وقت سے لیکر طلبی ضمانت تک ہمیشہ "زمیندار" کے معاونین کو یہ کہکر بدظن کرتا رہا ہے۔ کہ بھلا یہ بھی کوئی اخبار ہے یہ تو چندہ اور بھیک مانگنے کا ایک ذریعہ ہے اگر زمیندار چندہ اور بھیک مانگنے کا ذریعہ ہے۔ تو "احسان" کا مقصد بھی فراہمی زر کے سوا اور کچھ نہیں۔ جس کے لئے وہ موقع کا منتظر تھا۔ چنانچہ ضمانت طلبی نے وہ موقع پیدا کر دیا۔ میں "احسان" والوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل تک ان کے نزدیک جو چیز معیوب تصور کی جاتی تھی۔ آج وہ درست کیونکر ہو گئی۔ معلوم ہوا۔ اس وقت زمیندار کے متعلق یہ کہنا کہ وہ بھیک مانگنے کا ایک ذریعہ ہے۔ زمیندار کے معاونین کو بدظن کرنے اور "احسان" کیلئے میدان بنانے کے لئے تھا۔

احسان کی قومی خدمات کی حقیقت

"احسان" کو اس بات کا بڑا دعوےٰ ہے۔ کہ وہ قوم اور مذہب کی بے لاگ خدمت کر رہا ہے۔ اور قوم کے غم میں گھلا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر احسان کی کوئی خدمت ہے۔ تو وہ یہ کہ جس طرف ہوا کا رُخ دیکھا اُدھر ہی پلٹا کھا لیا۔ دیکھ لیجئے۔ مسجد شہید گنج کے انہدام کے معاملہ میں اس نے مجلس احرار سے کس طرح پلٹا کھایا۔ جب تک اُسے یقین نہیں ہوا۔ کہ پبلک مجلس احرار کے خلاف ہو گئی ہے۔ اس نے ایک لفظ نہ لکھا۔ اور شش و پنج میں پڑا رہا۔ مگر یقین ہونے پر وہ طریق کار اختیار کیا۔ کہ جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ مسجد شہید گنج کے انہدام کے واقعہ کی قریبی تاریخوں کے پرچوں کو ملاحظہ فرمائیں۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ مجلس احرار کی خفیف سی مخالفت بھی کی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی موافقت بھی۔ مسجد شہید گنج کے انہدام سے قبل جن ایام میں "زمیندار" اور "سیاست" مجلس احرار کے خلاف تھے۔ "احسان" بالکل خاموش رہا۔ کیونکہ وہ دیکھتا تھا۔ کہ ہوا کا رُخ کس طرف ہوتا ہے اب سول نافرمانی کے معاملہ کو ہی لے لیجئے۔ اور دیکھئے۔ کہ احسان نے اس کے متعلق اپنی کیا رائے ظاہر کی ہے۔ کیا کوئی ہے۔ جو یہ بتا سکے کہ احسان سول نافرمانی کے متعلق اپنی رائے اس کی موافقت میں رکھتا ہے۔ یا مخالفت میں۔ وہ جس طرف ہوا کا رُخ دیکھے گا۔ ادھر ہو جائیگا حالانکہ دیگر اخبارات صاف طور پر اس کے حق میں یا مخالف اپنی نہ صرف رائے کا اظہار کر چکے ہیں۔ بلکہ اپنے اپنے نظریہ کے ماتحت سول نافرمانی کے حسن و قبح پر برابر روشنی ڈال رہے ہیں۔

احمدیہ ریفارم لیگ کی تخلیق

غرض "احسان" اپنی منافقانہ چال کے ماتحت وہ راہ اختیار کرتا ہے۔ جو بین بین ہو۔ تاکہ ذاتی مفاد کو کسی جانب سے بھی نقصان نہ پہنچے علاوہ بریں خدمت اسلام کی آڑ میں اخلاقی ذمہ واریوں کو بالائے طاق رکھ دینا اس کے نزدیک بالکل معمولی بات ہے۔ ایک اخبار کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی امر قابل شرم نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ واقعات کو غلط رنگ میں پیش کرے۔ چہ جائیکہ کسی واقعہ کا وجود ہی نہ ہو۔ اور اپنے ذاتی مصالح کے ماتحت اس کو خوب رنگ دے کر شائع کرے۔ مگر "احسان" کے کالم ایسے فرضی اور بناوٹی مضامین سے بھی محض اخبار کی خریداری بڑھانے کے لئے سیاہ ہوئے۔ احمدیت کی مخالفت میں چونکہ عوام کو کچھ دلچسپی تھی۔ اس لئے اس دلچسپی کو بڑھانے کے لئے دفتر "احسان" کے ایک کمرہ میں ہی احمدیہ ریفارم لیگ کا وجود ظہور پذیر ہو گیا ہے۔ اور ایک اداره گرد "احسان کابلی" مجلس احرار کی جانب سے اس لیگ کے تمام فرائض انجام دینے کے لئے دفتر "احسان" میں مقرر کر دیا گیا۔ بس پھر کیا تھا۔ احمدیہ ریفارم لیگ کی جانب سے کارروائیاں شائع ہوتی ہیں۔ اور خوب جلی حروف میں دلچسپ عنوانوں سے اخبار میں نمایاں جگہ پر درج کی جاتی ہیں۔ حالانکہ اس لیگ کی کارروائیاں صرف خان کابلی کی دماغی کاوش اور عملہ احسان کی قلم کی مرہون منت تھیں۔ اور یہ ڈھونگ اس لئے بنایا گیا تھا۔ کہ لوگوں کی دلچسپی میں اضافہ کا باعث ہو کر اخبار کی خریداری بڑھے۔ مگر کہیں کوئی ایسے ذلیل طریقوں سے بھی کامیاب ہوا ہے۔ کہ احسان کامیاب ہو جاتا۔

احسان نے احمدیت کی مخالفت کب شروع کی

پھر اگر احمدیت کی مخالفت کو خدمت اسلام تصور کیا جائے۔ تو پھر یہی خدمت اسلام احرار تبلیغ کانفرنس منعقدہ قادیان کی تیاریوں سے قبل کہاں غائب تھی۔ اس وقت احمدیوں کی مخالفت اس زور و شور سے خدمت اسلام کیوں تصور نہ کی جاتی تھی۔ اور پھران دنوں کیوں یہ خدمت اسلام بالکل مفقود ہو گئی۔ جب "زمیندار" کا پریس بانیٔ احمدیت کی توہین کے باعث ضبط ہوا حالانکہ اس وقت موجودہ مخالفت سے کئی گنا زیادہ مخالفت چاہیئے تھی۔ کیونکہ زمیندار بند تھا۔ مگر اس وقت عملہ کو ہدایت یہ کی جاتی تھی۔ کہ یاد رکھو۔ احمدیت کی مخالفت خدمت اسلام نہیں۔ کیونکہ اس میں نقصان کا احتمال ہے۔ مگر جب مجلس احرار کے ارکان دفتر احسان کا طواف کر کے ارکان "احسان" کو اپنی راہ پر لے آئے۔ اور یقین دلایا۔ کہ حکومت کی جانب سے نیک و بد کے ہم ذمہ دار ہیں۔ تو احمدیت کی مخالفت خدمت اسلام قرار پا گئی۔ اور مدیران "احسان" کے قلم اس خدمت اسلام کے لئے وقف ہو گئے۔ خدمت اسلام کے اس ڈھونگ کو عوام کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے کچھ اس طرح رچایا جا رہا ہے۔ کہ گویا "احسان" ہی مسلمانوں کی دینی و دنیوی کشتی کا ناخدا ہے۔ حالانکہ صرف زر طلبی اس کا اصل مقصد ہے۔

احرار کی مجرمانہ غلطیاں

پیسہ اخبار جو کل تک احرار کے گن گاتے ہوئے جماعت احمدیہ کے خلاف انتہائی بداخلاقی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ آج مندرجہ بالا عنوان سے لکھتا ہے

مسجد شہید گنج کے معاملہ میں مجلس احرار مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر خسر الدنیا والآخرۃ کی مصداق بن گئی۔ کوئی اخبار تو یہ لکھتا ہے۔ کہ مجلس احرار نے مسلمانوں کے ساتھ غداری کی۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر ملت فروشی اور قوم فروشی ہو نہیں سکتی۔ کہ چند ہزار روپوں کی خاطر خانہ خدا کو بیچ دیا گیا۔ مجلس احرار کا خیال تھا۔ کہ قادیان کا مورچہ فتح کر لینے کے بعد اب وہ خود مختار اور بے لگام ہو چکے ہیں جو چاہیں کریں۔ ان سے اب مسلمان باز پرس نہیں کریں گے۔ اسی زعم باطل میں انہوں نے دیدہ دلیری سے کام لے کر یہاں تک کہہ دیا۔ کہ سیاسی مصالح کی بنا پر وہ سکھوں کو ناخوش نہیں کر سکتے۔ لیکن انہیں کیا معلوم تھا۔ کہ مسلمان ان کی اسلام پرستی کی وجہ سے انہیں آنکھوں پر بٹھاتے رہے۔ اور سیم و زر کو ان کے سر پر سے نچھاور کرتے رہے۔ جب احرار نے اسلام کا ساتھ چھوڑا۔ تو نتیجہ یہ ہوا۔ کہ انہیں کوئی مسلمان منہ نہیں لگاتا اب وہ مسلمانوں کی نظروں سے گر گئے ہیں۔ ان کا عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔ جو اخبارات احرار کی حمایت اور تائید کرتے ہیں۔ وہ ضمیر فروشی سے کام لیتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ مجلس احرار نے مسجد شہید گنج کے متعلق جو طرز عمل اختیار کیا۔ وہ بیحد مذموم اور قابل نفرین ہے"۔ (۱۰ ستمبر)

خریداران الفضل جنکو وی۔ پی ہونگے

بقیہ فہرست ان خریداروں کی جن کا چندہ ختم ہے۔ حسب ذیل ہے انکے نام اکتوبر ۱۹۳۵ء کے شروع ہفتہ میں وی پی ہونگے:-

۱۰۵۹۹۔ عبد الرحمن صاحب
۱۰۶۰۳۔ شیخ نبی بخش صاحب
۱۰۶۰۹۔ بابو فضل الٰہی صاحب
۱۰۶۱۶۔ خواجہ محمد یوسف صاحب
۱۰۶۲۸۔ مرزا عبد اللطیف صاحب
۱۰۶۳۳۔ چودہری مشتاق احمد صاحب
۱۰۶۳۸۔ وارث علی صاحب
۱۰۶۵۴۔ ملک عبد العزیز صاحب
۱۰۶۵۷۔ سلطان محمد صاحب
۱۰۶۶۶۔ محمد لطیف خان صاحب
۱۰۶۶۸۔ علم الدین صاحب
۱۰۶۷۱۔ حافظ محمد حسین خانصاحب
۱۰۶۸۰۔ عبد اللطیف صاحب
۱۰۶۸۶۔ چودہری کرامت اللہ صاحب

۱۰۶۸۹۔ سید ناظر حسین صاحب
۱۰۷۰۰۔ عبد الرشید صاحب
۱۰۷۰۲۔ چودہری کرم الٰہی صاحب
۱۰۷۰۵۔ محمد ابراہیم صاحب
۱۰۷۱۴۔ خورشید بیگم صاحبہ
۱۰۷۲۷۔ پیر محمد سعید شاہ صاحب
۱۰۷۲۸۔ لال خانصاحب
۱۰۷۳۰۔ ملک اللہ دل شیر صاحب
۱۰۷۴۰۔ غلام محمد صاحب
۱۰۷۵۶۔ ابو الہاشم خانصاحب
۱۰۷۵۷۔ عبد العزیز صاحب
۱۰۷۹۳۔ ڈاکٹر رحمت علی خانصاحب
۱۰۸۳۲۔ مستری غلام محمد صاحب
۱۰۸۵۲۔ احمد علی صاحب

۱۰۸۷۱۔ حکیم ولی محمد صاحب
۱۰۸۷۳۔ سید ولی محمد صاحب
۱۰۸۹۰۔ عبد العزیز خانصاحب
۱۰۸۹۹۔ عبد الرحیم صاحب
۱۰۹۲۹۔ بابو عمر دین صاحب
۱۰۹۳۳۔ میاں رشید احمد صاحب
۱۰۹۴۴۔ چودہری برکت علی صاحب
۱۰۹۴۹۔ عبد الحق صاحب
۱۰۹۵۰۔ سید عبد الرحمن صاحب
۱۰۹۵۲۔ اسماعیل صاحب
۱۰۹۵۵۔ عبد الواحد صاحب
۱۰۹۵۶۔ سید شمس الدین احمد صاحب۔
۱۰۹۵۸۔ عباد اللہ خانصاحب

۱۰۹۵۶۔ محمد نواز خانصاحب
۱۰۹۶۱۔ میسرز نذیر برادرس
۱۰۹۶۳۔ مرزا عزیز احمد صاحب
۱۰۹۶۵۔ سید صابر علی صاحب
۱۰۹۶۶۔ چوہدری محمد حسین صاحب
۱۰۹۷۸۔ رسالدار شیخ محفوظ علی صاحب
۱۰۹۷۹۔ محمد سلیمان صاحب
۱۰۹۸۰۔ عبد المجید صاحب
۱۰۹۸۲۔ فضل الٰہی صاحب
۱۰۹۸۴۔ خواجہ نثار قطب احمد صاحب
۱۰۹۹۲۔ محمد ابراہیم صاحب
۱۰۹۹۴۔ قریشی عبد العزیز صاحب
۱۰۹۹۸۔ قریشی احمد شفیع صاحب
۱۰۹۹۸۔ نذیر احمد صاحب
۱۱۰۰۲۔ محمد فضل حق صاحب
۱۱۰۰۵۔ مولوی محمد حسن صاحب
۱۱۰۲۹۔ عبد الکریم صاحب
۱۱۰۳۰۔ چوہدری محمد علی خانصاحب

۱۱۰۳۵۔ محمد الدین صاحب
۱۱۰۴۴۔ عبد الرؤف صاحب
۱۱۰۶۹۔ محمد عباس صاحب
۱۱۱۰۰۔ عبد الحکیم صاحب
۱۱۱۱۶۔ غلام احمد خان صاحب
۱۱۱۲۶۔ محمد شریف صاحب
۱۱۱۳۰۔ حق نواز خانصاحب
۱۱۱۳۱۔ میاں پیر بخش صاحب
۱۱۱۴۵۔ احمد الدین صاحب
۱۱۱۴۹۔ مولوی محمد عبد اللہ صاحب۔
۱۱۱۶۸۔ محمد الدین صاحب
۱۱۱۶۹۔ محمد شفیع صاحب
۱۱۱۸۲۔ عبد الحلیم صاحب
۱۱۱۸۴۔ گلاب الدین صاحب
۱۱۱۸۵۔ چودہری محمد عظیم صاحب
۱۱۱۸۷۔ سید لال شاہ صاحب
۱۱۱۹۰۔ ڈاکٹر چودھری عبد اللطیف خان صاحب

۱۱۱۹۳۔ عبد الغنی صاحب
۱۱۱۹۸۔ جان محمد صاحب
۱۱۲۰۲۔ حکیم خواجہ کرم داد خانصاحب
۱۱۲۰۴۔ قاضی محمد یوسف صاحب
۱۱۲۰۶۔ عبد الحمید صاحب
۱۱۲۰۷۔ ناصرہ بیگم صاحبہ
۱۱۲۱۹۔ شریف احمد صاحب
۱۱۲۲۲۔ چوہدری غلام محمد صاحب
۱۱۲۲۴۔ خواجہ شمس الدین صاحب
۱۱۲۲۵۔ اقبال حسین صاحب
۱۱۲۲۷۔ شیخ فضل کریم صاحب
۱۱۲۲۸۔ منشی برکت علی صاحب
۱۱۲۲۹۔ مولوی ابو بکر صاحب
۱۱۲۳۲۔ مولوی غلام رسول صاحب
۱۱۲۳۴۔ ملک غلام رسول صاحب
۱۱۲۵۳۔ چوہدری محمد افضل صاحب
۱۱۲۵۷۔ ماسٹر محمد ثناء اللہ صاحب
۱۱۲۶۴۔ ماسٹر عبد الرحمن صاحب
۱۱۲۶۶۔ امینہ بی بی صاحبہ۔

اب نئے گرم کوٹ سلانے کی ضرورت نہیں رہی

امریکہ اور یورپ کا خاص الخاص درجہ چنا ہؤا مال آنا شروع ہو گیا

بیوپاریوں کیلئے زریں موقع

سیکنڈ ہینڈ کوٹوں کے کام میں زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کے لئے ہمارا خاص الخاص درجہ مال طلب کریں۔ اس کا کپڑا سلائی اور بناوٹ ایسی ہے کہ پہنا ہؤا سیکنڈ ہینڈ معلوم ہی نہیں ہوتا۔ گاہک اس کو خوش ہو کر خریدتے ہیں۔ اس لئے ہاتھوں ہاتھ بکتا ہے۔ مال دیکھنے پر آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ قیمتیں تو سلائی کے دام کے برابر بھی نہیں۔ اس کے علاوہ دوسرا بھی ہر قسم کا اچھا اور عمدہ مال موجود ہے۔

مختصر نرخ نامہ فی کوٹ

نام کوٹ	بنڈل میں	قیمت خاص الخاص	قیمت درجہ خاص	قیمت درجہ اول	قیمت نمبر ۲	قیمت نمبر ۳	قیمت نمبر ۴
مردانہ ہاف کوٹ	۵۰ دانہ	۲-۸-۰۰	۲-۴-۰۰	۱-۱۲-۰۰	۱-۸-۰	۱-۶-۰	۱-۴
مردانہ اوورکوٹ	۴۰ دانہ	۳-۰-۰۰	۲-۱۲-۰	۲-۸-۰	۲-۴-۰	۲-۰-۰	۱٦۲
مردانہ واسکوٹ	۲۰۰ دانہ	۰-۸-۰۰	۰-۷-۰	۰-۵-۰	۰-۴-۰		

(نوٹ) آرڈر کے ہمراہ ۲۰ فی صدی پیشگی آنے پر تعمیل ہوگی۔ ایک بنڈل سالم سے کم مال روانہ نہیں کیا جاتا۔ مفصل ہول سیل پرائس لسٹ کمپنی سے طلب کریں۔

منیجر دی امپیریل یونائیٹڈ کمپنی نکل روڈ کراچی

THE IMPERIAL UNITED COMPANY NICOL ROOD KARACH.

موتی سرمہ کا مسیحائی اثر

دنیا تسلیم کر چکی ہے کہ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جو لوگ جوانی اور بچپن میں اس سرمہ کا استعمال رکھینگے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو انشاء اللہ جوانوں سے بھی بہتر پائینگے قیمت فی تولہ صرف دو روپیہ آٹھ آنہ (۲/۸) محصولڈاک علاوہ

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کرکے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی) ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہؤا۔"

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کنٹونمنٹ سپرنٹنڈنٹ چھاؤنی فیروزپور سے لکھتے ہیں کہ "آپ کے موتی سرمہ کی خدا کے فضل وکرم سے فیروزپور میں دھوم مچ گئی ہے میری آنکھیں مجھے قریبًا قریبًا جواب ہی دے چکی تھیں۔ خیال تھا کہ موگہ جاکر آنکھوں کا علاج کراؤں۔ اچانک الفضل پڑھتے پڑھتے آپ کے اشتہار پر نظر پڑی۔ منگوایا استعمال کیا۔ سرمہ کیا ہے گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کرشمہ ہے۔ میں تو کیا جس جس نے استعمال کیا۔ اس کے مسیحائی اثر کو دیکھ کر حیرت میں رہ گیا۔ براہ کرم سات تولہ موتی سرمہ علیحدہ علیحدہ سات شیشیوں میں بذریعہ وی پی جلد بھیج دیجئے۔"

ملنے کا پتہ:۔ **منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)**

معجون عنبری

یہ دوا دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے ولایت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کے لئے اکسیر صفت ہے جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں۔ اس دوا کے مقابلہ میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ بیکار ہیں۔ اس سے بھوک اس قدر لگتی ہے کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں۔ اس قدر مقوی دماغ ہے کہ بچپن کی باتیں بھی خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کو مثل آبحیات تصور فرمائیے۔ اس کے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کر لیجئے۔ بعد استعمال پھر وزن کیجئے۔ ایک شیشی چھ سات سیر خون آپ کے جسم میں اضافہ کردیگی۔ اس کے استعمال سے ۱۸ گھنٹے تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول کے سرخ اور مثل کندن کے درخشاں بنا دیگی۔ یہ نئی دوا نہیں ہے ہزاروں مایوس العلاج اس کے استعمال سے بامراد بن کر مثل ۲۰ سالہ جوان کے بن گئے یہ دوا نہایت درجہ مقوی بھی ہے اس کی صفت تحریر میں نہیں آسکتی۔ تجربہ کرکے دیکھ لیجئے۔ اس سے بہتر مقوی دوا آج تک دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی قیمت فی شیشی ۵ روپیہ نوٹ:۔ فائدہ نہ ہو۔ تو قیمت واپس فہرست دواخانہ مفت منگوائیے۔ ملنے کا پتہ:۔ **مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ**

ہندوستانی ممیرے کا سرمہ سیاہ و سفید

رجسٹرڈ نمبر ۱۸۲۳

یہ آنکھوں کی اکسیر وبینظیر دوا ہے سینکڑوں روپیہ کی دوائیں اچھے سے اچھے علاج جن بیماریوں میں فائدہ نہ دیتے تھے۔ اس سرمہ سے فائدہ ہؤا۔ آنکھوں سے پانی بہنا نگاہ کی کمزوری۔ دھبے۔ ککرے۔ آنکھ چیپنی۔ پرانی لالی۔ جالا۔ پھلی۔ جھبڑ۔ ناخونہ ایسے سخت امراض میں چند دن لگانے سے آنکھیں بھلی چنگی معلوم ہوتی ہیں۔ دماغی محنت کرنیوالوں کی گرمی۔ جلن دور کرکے ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ تندرست آنکھوں کا نگہبان ہے نمونہ مفت منگوا لو اور آزما لو۔ قیمت فی تولہ ۱۲ خوبصورت سرمہ دانی دسلائی کے ۸ تولہ۔ سرمہ سفید قسم اعلیٰ سچے موتیوں وبیش قیمت ادویات سے مرکب نہایت سریع الاثر۔ قیمت ۱۰ روپیہ تولہ۔

منگوانے کا پتہ:۔ **منیجر اودھ فارمیسی ہردوئی**

نوٹ :۔ مسافران ریل کی سہولت کو سٹیشن ہردوئی پر بھی یہ سرمہ فروخت ہوتا ہے

محافظ اٹھرا گولیاں

اولاد کا کسی کو نہ دنیا میں داغ ہو — اس غم سے ہر بشر کو الٰہی فراغ ہو

پھولا پھلا کسی کا نہ برباد باغ ہو — دشمن کا بھی جہان میں نہ گھر بے چراغ ہو

جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس کو اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کا مجرب نسخہ مولانا حکیم نور الدین صاحب شاہی طبیب کا ہم بناتے ہیں۔ جو نہایت کارآمد اور بے بدل چیز ہے۔ ایک دفعہ منگا کر قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھیں۔

قیمت فی تولہ سوا روپیہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکمشت منگوانے والے سے ایک روپیہ فی تولہ لیا جائے گا

عبد الرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

لنڈن ۲۵ ستمبر۔ عدلیس آبابا سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ اگرچہ گورنمنٹ ابی سینیا نے تصفیہ کے لئے لیگ کمیٹی کی تجاویز منظور کر لی ہیں۔ مگر چونکہ مسولینی کے رویہ میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ اس لئے شاہِ ابی سینیا نے حکم دے دیا ہے۔ کہ جنگ کی عام تیاری فی الفور شروع کر دی جائے۔ ابی سینیا میں یہ روایت چلی آتی ہے۔ کہ جب جنگ کی عام تیاری کا حکم صادر ہو۔ تو اس وقت ہر اس شخص کو جو ہتھیار اٹھانے کے قابل ہو۔ فوج میں شامل ہونا پڑتا ہے۔ اس سے پیشتر بادشاہ قیدیوں کو اس شرط پر رہا کرنے کا حکم جاری کر چکے ہیں کہ وہ فوج میں بھرتی ہو جائیں۔

شملہ ۲۵ ستمبر۔ کونسل آف سٹیٹ نے ۱۳۵ اور ۱۰ ووٹوں کے تناسب سے وائسرائے کے تصدیق کردہ کریمنل لاء امینڈمنٹ بل پر غور کرنے کی تحریک پاس کر دی ہے تین ممبر غیر جانبدار رہے۔ سر ہنری کریک نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ گورنمنٹ اس کے ذریعہ بغاوت پھیلانے والوں، انقلابی دہشت انگیزوں اور سول نافرمانی کرنے والوں کی آزادی میں مداخلت کر کے قانون کے پابند شہریوں کی حفاظت کرنا چاہتی ہے

لاہور ۲۵ ستمبر۔ لاہور سنٹرل جیل میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کے الزام میں ۱۲۳ مسلمانوں کے خلاف شیخ عبدالعزیز صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کے روبرو سماعت ہو رہی تھی۔ ان اشخاص کو ۱۹ جولائی واٹرورکس کے چوک میں اس وقت گرفتار کیا گیا تھا جبکہ وہ شہید گنج ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں مظاہرے کر رہے تھے۔ آج ان میں سے ۱۱۰ مسلمانوں نے گورنمنٹ سے معافی مانگ لی۔ اور عہد کیا۔ کہ وہ پھر ایسی حرکت نہیں کرینگے۔ چنانچہ ان کی معافی منظور کر لی گئی۔ اور انہیں رہا کر دیا گیا۔ اب صرف ۱۳ مسلمانوں کے خلاف مقدمہ چلیگا

لاہور ۲۵ ستمبر۔ حکومت پنجاب نے ایک غیر معمولی گزٹ میں اعلان کر دیا ہے۔ کہ صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں تلوار رکھنے کی عام اجازت ہے۔ اور ہر شخص لائسنس کے بغیر رکھ سکتا ہے۔ البتہ گپتی کے لئے بدستور لائسنس حاصل کرنا پڑیگا۔ اس اعلان پر آج متعدد اشخاص نے تلواریں فروخت کرنے کے لئے لائسنس طلب کرنے کی درخواستیں دی ہیں۔

جنیوا ۲۴ ستمبر۔ جمعیتِ اقوام کے کمیشن نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ تمام حکومتوں کے چندوں میں سات فیصدی کی تخفیف کی جائے۔ یہ تخفیف فرانس کی اس تجویز کے سلسلہ میں کی گئی ہے۔ جو اس نے دس فیصدی تخفیف کے لئے کی تھی۔

جنیوا ۲۵ ستمبر۔ توقع کی جاتی ہے کہ کل لیگ کونسل کے اجلاس میں ایک کمیٹی مقرر کی جائے گی۔ جو اٹلی اور ابی سینیا کے تنازعہ کے متعلق رپورٹ اور اپنی سفارشات پیش کرے گی۔ یہ محسوس کیا جاتا ہے۔ کہ اگر کونسل کی اتفاق رائے کے باوجود بعد میں ان سفارشات کو عملی جامہ نہ پہنایا گیا۔ تو فریقین میں سے ہر ایک کو تین ماہ کی مہلت کے بعد جنگ کرنے کا اختیار ہوگا

الہ آباد ۲۵ ستمبر۔ برطانوی کمپنیاں چین اور یورپ کے درمیان ہوائی ٹریفک پر قابض ہونے کی کوشش کر رہی ہیں۔ چنانچہ ایک جہاز جو ۱۶ ستمبر۔ کو کرائیڈن کے ہوائی اڈا سے روانہ ہوا۔ الہ آباد پہونچ گیا ہے۔ امپیریل ریزو کا ہانگ کانگ تک پہلا ہوائی پرواز پنانگ سے ۲ اکتوبر کو شروع ہوگا۔

بمبئی ۲۵ ستمبر۔ کانکھا پالی ضلع اننت پور کے ایک غریب دیہاتی کسان کو ہل چلاتے ہوئے ایک ہیرا ملا ہے۔ جس نے اس مقام پر ہیروں کی کان ہونے کا خیال پیدا کر دیا ہے۔ ہیرا گلابی رنگ کا ہے۔ ایک انچ لمبا اور ایک انچ چوڑا۔ اور چوڑائی انچ موٹا ہے۔ کسان نے اس ہیرے کو اپنے ضلع میں فروخت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کافی قیمت نہ پڑنے پر وہ اسے بمبئی لے گیا۔ جہاں وہ چھ ہزار ۷ سو روپیہ میں بک گیا۔

سری نگر ۲۳ ستمبر۔ اکھنور پل (دریائے چناب کا) جو ایک بار قریب الاختتام ہو کر ٹوٹ گیا تھا۔ دوبارہ مکمل ہو گیا ہے۔ ۲۳ ستمبر۔ مسٹر وجاہت آئی۔ سی۔ ایس ہوم منسٹر اس کی افتتاحی رسم ادا کرنے کیلئے گئے اب اس پل پر آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

شملہ ۲۵ ستمبر۔ آج لیجسلیٹو اسمبلی میں آنریبل سر چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کامرس ممبر نے ۳۴-۳۵ء کے دوران میں معاہدہ اوٹاوہ کی کارگذاری کی رپورٹ پیش کی۔ جس میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ ہندوستان کی تجارت اور کاروبار پر اس معاہدہ کے ماتحت دی ہوئی ترجیحات کے اثرات کا جائزہ لینا مشکل امر ہے۔ رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جن ممالک میں ہندوستان کے مال کو ترجیح حاصل نہیں ہے۔ ان میں ہندوستان کے مال کی برآمد میں بھاری کمی ہو گئی ہے۔

ٹوکیو ۲۵ ستمبر۔ علاقہ ٹوکیو اور جزیرہ کیوسیو میں طوفان آب و باد کی وجہ سے ۵۳ ہزار مکانات گر گئے۔ تیس اشخاص ہلاک ہوئے۔ متعدد زخمی اور بے شمار لاپتہ ہیں۔

روما ۲۵ ستمبر۔ جبوتی سے آمدہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ گورنر گوندار نے تاجروں کو ایریٹریا کے ساتھ تجارت کرنے سے روک دیا ہے۔ اور یہ حکم حکومتِ حبشہ کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔ جو حبشہ کی سرحدات کو بند کرنے کے مرادف ہے۔

لنڈن ۲۵ ستمبر۔ ویپنگ کی نو آبادیات کے گھاٹ پر آگ لگ گئی۔ شعلے چاروں طرف پھیل گئے۔ اور ایک سات منزلہ گودام تک پہونچ گئے۔ جس میں چھ ہزار ربڑ کے بکس جل گئے۔ تین سو فائرمینوں اور چالیس آگ بجھانے والے انجنوں نے انتہائی کوششوں سے آگ کو فرو کیا۔

لاہور ۲۵ ستمبر۔ آج کل شہر میں ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز کارروائیاں شروع کر رکھی ہیں۔ ہر روز جلوس نکالا جاتا ہے۔ جو ایسے نعرے لگاتا ہے۔ جن سے فرقہ وارانہ فساد پیدا ہونے کا احتمال ہو جاتا ہے۔ کل مسلمانوں کے تحمل اور بردباری سے فساد ہوتے ہوتے رہ گیا

لنڈن ۲۵ ستمبر۔ ساحل یارک شائر کے ورے ایک مچھلیاں پکڑنے والی کشتی چٹانوں سے ٹکرا کر تباہ ہو گئی۔ جس کے نتیجہ میں ۷ اشخاص ڈوب گئے۔

لنڈن ۲۵ ستمبر۔ ٹریڈ یونین لنڈن نے اطالیہ کی ابی سینیا کے متعلق روش سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے بوٹ اور شو میکروں کی نیشنل یونین کی مجلس عاملہ کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ اطالوی افواج کے لئے بوٹ تیار نہ کرائے۔

لنڈن ۲۵ ستمبر۔ ایک فرانسیسی اخبار لکھتا ہے۔ ابی سینیا میں جنگ کے آغاز کی تاریخ معینہ ۱۵۔ اکتوبر ہے۔ اس اثنا میں مسٹر لاوال لیگ کی طرف سے کوئی قطعی اقدام کئے جانے کو معرض التوا میں رکھنے کی کوشش کریں گے۔ تاکہ سائنور مسولینی کو اپنی پوزیشن پر نظر ثانی کرنے کا موقع مل سکے۔

امرتسر۔ ۲۵ ستمبر۔ گندم حاضر ۲ روپے ۵ آنے۔ نخود حاضر ۲ روپے ۹ پائی کھانڈ دیسی ۹ روپے ۱۲ آنے سے ۱۰ روپے ۴ آنے تک۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۱۳ آنے چاندی دیسی ۶۶ روپے چار آنے ہے۔

اجمیر ۲۵ ستمبر۔ ایک باوردی پولیس کنسٹیبل جو ڈیوٹی پر تھا۔ کل رات گولی سے ہلاک کر دیا گیا۔ کنسٹیبل نے دو مشتبہ اشخاص کو کوتوالی چلنے کو کہا۔ ابھی وہ تھوڑی دور ہی گئے تھے۔ کہ ان میں سے ایک نے ریوالور نکال کر کانسٹیبل پر فائر کر دیا۔ جو اسی جگہ مر گیا۔

بمبئی ۲۵ ستمبر۔ کانگریس ہاؤس میں دیہاتی صنعتوں کی نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے مسٹر گنگا دھر پانڈے نے کہا۔ کہ دو ماہ کے بعد گاندھی جی گذشتہ تنہائی سے نکل کر پھر سیاسی دنیا میں آئینگے۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا) ایڈیٹر غلام نبی